رسائل و مسائل

تقرب الٰہی اور ذکر الٰہی

سوال: "خانقاہ کو مرکز ہدایت بنایئے" (مئی ۹۸) کے عنوان کے تحت آپ نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں تقرب الی اللہ کا انحصار (محض) اللہ کے ذکر پر نہیں بلکہ اس کا اصل ذریعہ اقامت دین کی اس جدوجہد پر ہے جو مولانا مودودیؒ نے شروع کی اور جو فریضہ وقت ہے۔ اس میں جو باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں وہ یہ ہیں:

۱۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کا ذکر پہلے تو ذریعہ تقرب تھا لیکن اب نہیں رہا؟

۲۔ یہ فریضہ وقت کیا ہوتا ہے جس پر اب تقرب الی اللہ کا انحصار ہے؟ اس فریضے کا تعین اور تحدید کون کرتا ہے؟ کیا یہ فریضہ ہر زمانے میں بدلتا رہتا ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۳۔ اس عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ اقامت دین وہ فریضہ وقت ہے جس کا تعین اور ابتدا مولانا مودودیؒ نے کی ہے۔ اس سے ذہن میں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں، مثلاً یہ کیسے ممکن ہے کہ چودہ صدیوں تک صحابہ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ اور دیگر اسلاف ایسی بنیادی بات سے بے خبر رہے ہوں جو مولانا مودودیؒ کے نزدیک تقرب الی اللہ کا اصل ذریعہ ہے؟ اور اگر مولانا مودودیؒ کی رائے اجتہاد پر مبنی ہے تو جماعت اسلامی کے چند ہزار ارکان کے علاوہ کیا کروڑوں مسلمانان عالم جو مولانا مودودیؒ کی اس رائے سے واقف یا متفق نہیں ہیں تو کیا وہ سب تقرب الی اللہ سے محروم متصور ہوں گے؟

جواب: میری بات کو آپ غلط سمجھے ہیں۔ میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ پہلے زمانے میں ذکر الٰہی، قرب الٰہی کا ذریعہ تھا اور اب نہیں رہا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جب ایک آدمی فرائض کا تارک ہو تو مستحبات کو ادا کرنے سے قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس وقت اللہ کی شریعت معطل ہے، اس کو قائم کرنا مسلمانوں کی اولین ذمہ داری اور فریضہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شریعت قائم فرما دی تھی اور وہ اس وقت تک قائم رہی جب تک خلافت قائم رہی۔ جب خلافت ختم ہو گئی تو شریعت کا نظام بھی انگریزوں اور کفار کے ہاتھوں معطل ہو گیا۔ دور غلامی میں شریعت معطل رہی۔ جب آزادی حاصل ہوئی تو چاہیے تھا

کہ شریعت کا نظام بحال کر دیا جاتا لیکن افسوس ہے کہ وعدوں اور نعروں کے باوجود شریعت کا نظام ابھی تک بحال نہیں ہوا۔ شریعت کو بحال کرانا تمام علما کا متفقہ نظریہ ہے۔ یہ ہر مسلمان کا اولین فرض اور اس کے مسلمان ہونے کا تقاضا ہے۔ یہ شعور بیدار ہو تو شریعت پامال نہیں کی جاسکتی۔ اس کے لیے منظم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس راہ میں ہر طرح کی قربانیاں بھی آئیں گی جس طرح خود اللہ کے رسولؐ اور ان کے ساتھیوں نے پیش کیں۔ مولانا مودودی رحمتہ اللہ کے نزدیک اقامت دین کا یہی مفہوم ہے، لیکن یہ تنہا مولانا مودودیؒ کا نظریہ نہیں بلکہ تمام علما کے نزدیک یہ دین کا ایک بنیادی فریضہ ہے۔ اگر ایک آدمی ایک طرف زبانی ذکر اذکار کرتا ہے لیکن نفاذ شریعت سے غیر متعلق ہے، اس میں وہ اہل حق سے تعاون نہیں کرتا تو پھر اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت نہیں پاسکتا۔ حضرت حسن بصریؒ آیت فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ..... کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فاذکرونی فیما افترضت علیکم اذکرکم فیما اوجبت لکم علیٰ نفسی، مجھے ان فرائض کے ذریعے یاد کرو جو میں نے تم پر عائد کیے ہیں تو میں تمھیں ان اعزازات اور ثوابوں کے ذریعے یاد کروں گا جو میں نے اپنے اوپر تمھارے لیے لازم کیے ہیں۔ سعید بن جبیرؒ مشہور تابعی فرماتے ہیں: اذکرونی بطاعتی اذکرکم بمغفرتی (تفسیر ابن کثیر، آیت نمبر ۱۵۲)، یعنی تم مجھے میری اطاعت کے ذریعے یاد کرو میں تمھیں اپنی مغفرت کے ذریعے یاد کروں گا۔

آپ نے جو سوالات اٹھائے ہیں ان کا مختصر جواب یہ ہے:

مولانا مودودیؒ نے اقامت دین کے فریضے کو اپنے دور میں شروع کیا ہے۔ مولانا مودودی کی تحریک اقامت دین کے تذکرے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے یہ کام کسی نے نہیں کیا، یہ کام تو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ آپؐ کے بعد صحابہ کرام نے دنیا میں دین کو غالب کیا۔ اس وقت دنیا میں ساٹھ کے قریب مسلمان ریاستیں ہیں۔ پہلے یہ سب ایک حکومت کی شکل میں تھیں۔ دور زوال میں مسلمانوں نے اس ایک ریاست کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا اور اکثر ریاستوں میں شریعت کو بھی معطل کر دیا۔ لہٰذا اب ضروری ہے کہ ان تمام ریاستوں میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کی جائے اور ان میں شریعت بھی جاری کی جائے۔ اس کے لیے جدوجہد کرنا فریضہ وقت ہے۔ فریضہ وقت سے مراد یہ ہے کہ نماز کے وقت نماز پڑھی جائے، رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو روزے رکھے جائیں۔ حج کا موقع آئے تو حج کیا جائے اور جہاد کا وقت آئے تو جہاد کیا جائے۔ جہاد کی وجہ سے بعض اوقات نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔ جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عصر اور بعض روایتوں میں آتا ہے ظہر، عصر، مغرب، عشاء قضا ہو گئی تھیں جو کہ عشاء کے وقت آپؐ نے ادا کیں۔

نفاذ شریعت کو میں نے جو وقت کا فرض کہا ہے وہ اس معنی میں ہے کہ تمام مسلمانوں کو اولین توجہ نفاذ

شریعت کی طرف دینی چاہیے۔ دوسری چیزیں ثانوی حیثیت اختیار کر لیں۔ فرائض کا تعین تو اللہ تعالیٰ نے خود کر دیا ہے اور ان کے اوقات بھی اس نے متعین کر دیے ہیں۔ جب دین قائم ہو تو اسے قائم رکھنا فریضہ وقت ہے اور جب قائم نہ ہو تو پھر اسے قائم کرنا فریضہ وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین نازل فرمایا ہے وہ قائم کرنے کے لیے نازل فرمایا ہے، اس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بھی شامل ہیں اور نکاح و طلاق وراثت اور تجارت، اجارہ، عدالت اور سیاست سب شامل ہیں۔ قرآن پاک میں ان سب کا ذکر ہے۔ ان کو قائم کرنا اور ان کے مطابق معاشرے کو استوار کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ جب تک ہم اس دین کو قائم نہیں کریں گے اس وقت تک اس کو قائم کرنے کا بوجھ ہماری گردنوں پر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو قائم اور غالب کرنے کی سعادت سے نوازے۔ (م - ع - م)

مشرک کے پیچھے نماز

س: ایک آدمی اللہ کی مدد بھی مانگتا ہے، رسولؐ سے بھی مانگتا ہے، اور صحابہؓ اور بزرگوں سے بھی مانگتا ہے۔ کیا یہ شرک نہیں ہے؟ اگر شرک ہے تو کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

ج: جب تک کسی کے مزعومہ مشرکانہ اقوال و اعمال کی بنا پر اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جاتا اس وقت تک وہ مسلمان ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ہمارے معاشرے میں غیراللہ سے مدد مانگنا، بزرگوں کو مشکلات میں پکارنا تاویلاً ہوتا ہے۔ اس لیے تاویل اور جہالت کی بنا پر مشرک ہونے کا حکم نہیں لگا دیا جاتا بلکہ ایسے اقوال پر تنقید کر کے لوگوں کو اس سے احسن انداز سے روکا جاتا ہے اور اصلاح کی جاتی ہے۔ آپ اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور لوگوں کی اصلاح کی خاطر، فتوؤں کا طریقہ نہ اختیار کریں بلکہ واعظ اور مبلغ اور داعی حق کی حیثیت سے ایسے انداز سے نشتر لگائیں کہ مریض کا آپریشن بھی ہو جائے اور وہ تکلیف بھی محسوس نہ کرے۔

ہمارے معاشرے میں تمام علما کا یہی موقف ہے کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھی جائے گی جو تاویلاً غیراللہ کو اپنی مدد کے لیے پکارتے ہیں کیونکہ انھیں ان کی اس قسم کی پکاروں کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا گیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا: الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساتتھم، نماز ان تمام کاموں سے اچھا کام ہے جو لوگ کرتے ہیں۔ اسی لیے جب لوگ اچھا کام کریں تو اچھائی میں ان کے ساتھ ہو جاؤ اور جب برا کام کریں تو ان کی برائی میں ان کا ساتھ دینے سے اجتناب کرو۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: صل وعلیہ بدعتہ، اس کے پیچھے نماز پڑھو اس کی بدعت کا نقصان اس کو ہو گا۔ (بخاری، باب امامتہ المفتون والمبتدع، ج ۱، ص ۹۶)۔ واللہ اعلم! (م - ع - م)